سرگزشت

سورہ اعراف میں حضرت آدم اور اس کی بیوی کا ذکر ہے: ترجمہ: اور اے آدم تو اور تیری عورت جنت میں پھر کھاؤ جہاں سے چاہو اور پاس نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے گنہگار: اب ضرور ہے کہ انسان اس سے افضل ہونے کا ثبوت دے۔ من الظلمین سے مراد اپنا نقصان کرنے والے پھر بہکایا ان کو شیطان نے تاکہ کھولدے ان پر وہ چیز کہ ان کی نظر سے پوشیدہ تھی ان کی شرمگاہوں سے اور وہ بولا کہ تم کو نہیں روکا تمھارے رب نے اس درخت سے مگر اس لیے کہ کبھی ہو جاؤ تم فرشتے یا ہو جاؤ ہمیشہ رہنے والے اور ان کے آگے قسم کھائی کہ میں البتہ تمھارا دوست ہوں پھر مائل کر لیا کہ ان کو فریب سے پھر جب چکھا ان دونوں نے درخت کو تو کھل گئی ان پر شرمگاہیں ان کی اور لگے جوڑنے اپنے اوپر بہشت کے پتے اور پکارا ان کو اُن کے رب نے کیا میں نے منع نہ کیا تھا تم کو اس درخت سے اور نہ کہہ دیا تھا تم کو کہ شیطان تمھارا کھلا دشمن ہے۔ بولے وہ دونوں اے رب ہم نے ظلم کیا ہم نے اپنی جان پر اور اگر ہم کو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ہو جائیں گے ضرور تباہ، فرمایا تم اترو تو ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے اور تمھارے واسطے زمین میں ٹھکانا اور نفع اٹھانا ایک وقت تک، فرمایا اسی میں تم زندہ رہو گے اور اسی سے تم نکالے جاؤ گے۔

انسان کی حیوانیت شیطان کے اثر سے متاثر ہو گئی۔ پہلے بتلایا جا چکا ہے کہ انسانی روحانیت ملائک کے مثل ہے اور انسان کے نیچے جو طاقت ہے اس کا نام حیوان ہے ابلیس

اپنی طاقت کو حیوانوں پر زیادہ موثر کرسکتا ہے۔ وہ قوتیں حیوانوں سے پوشیدہ تھیں ان کو نمایاں کردیا۔ یعنی ان کے حیوانی جذبات بلوغ کو جا پہنچے اور وہ حیوانیت کو پہچاننے سے الگ ہوجانے لگے اس وقت سے وہ اپنی حقیقی ذمہ داریوں کو پہچاننے لگ گئے اسی ذمہ داری کو مدنظر رکھ کر اہل یورپ دولہا اور دلہن کو کسی قسم کا جہیز نہیں دیتے تاکہ وہ اپنی شتی معاشرتی زندگی پوری ذمہ داری سے شروع کریں۔

اور اس عالم اسباب میں اپنی حیات کے لیے پوری جدوجہد کریں جب تک انسان نابالغ ہے معصوم ہے۔ یعنی فرشتہ ہے اور اس سے بُرائی وغیرہ کا احتمال نہیں ہوتا اسی طرح ان کی حیوانیت جو مغلوب تھی اب ظاہر ہوگئی۔ اُن کی عقل نے ان کو مجبور کیا کہ وہ اپنی شرمگاہوں کو پتوں سے چھپائے جب تم کو پہلے سے ہی منع کردیا گیا ہے تو پھر بھی تم نے یہ حرکت کی۔ اس لیے اب اِس باغ سے نکلو ہم نے اپنا نقصان کرلیا، اگر تیری بخشش اور رحمت نہ ہوتی۔ پھر بھی اتنا آرام نہ مل سکے گا۔ تم اب ایک دوسرے کے دشمن ہو۔

اے آدم تم اپنے دشمن پر غلبہ پاکر ایک باغ بنالو اور اس میں اب رہو وہ کوشش کرے گا کہ تم بے کار ہو مگر تم محنت کرکے اپنا پہلا سا آرام حاصل کرلو (ولکم فی الارض) تم پہلا سا باغ بنالو ومتاع باغ بنانے کے لیے ہر قسم کے سامان تمہارے لیے مہیا کیے گئے ہیں (ومنہا تخرجون) اور پھر یہیں سے نکل کر تم آگے جاؤ گے۔ یعنی دوبارہ جنت حاصل کروگے۔ اور ابدی زندگی تمہیں نصیب ہوگی اور اس کا نمونہ تم یہاں بھی بنا سکتے ہو۔ غرض گناہ اور لباس ضد کرنے والی طاقت اور حکومت انسان کے لوازمات سے ہیں۔ انسان انقلاب سے پیدا ہوا ہے اور اسے سمجھانے کے لیے ایک قدرتی مظاہرہ اور آیات میں دکھایا گیا ہے۔ انسان کی تہذیب کی بنیاد ہے۔ کہ کپڑا بناتے اور کپڑا پہنتے آدم کی اولاد میں وہ آدمی شرافت میں رکھتا جو عریاں ہو۔ اے آدم کی اولاد ہم نے اتاری تم پر پوشاک جو ڈھانکے تمہاری شرمگاہیں اور اتارے

آرائش کے کپڑے اور لباس پرہیزگاری کا وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ نشانیاں ہیں اللہ کی قدرت کی تاکہ وہ لوگ غور کریں۔ اب تہذیب ترقی کر رہی ہے پہلے ستر پوشی کے کپڑے بنائے اب ترقی کر کے زینت کے کپڑے بنائے غرض بتلایا کہ تمھاری سوسائٹی میں اخلاق کے باعث تمیز پیدا ہو جائے گی (لباس التقویٰ) با اخلاق ہونے کا جو لباس ہے وہ اس سے بھی یعنی تربیت سے بھی بڑھ کر ہے یعنی نبوت کی تعلیم ہے۔ (ذلك من ایات اللہ) یہ اللہ کی آیتیں ہیں ان پر غور کرو۔ انسانی اعضاء کی عریانی ڈھانکنے کے لیے اس پر جلد رکھی گئی۔ اعضاء رکھے گئے اور پھر انسان سے کپڑے بنوا کر اس کے جسم کو ڈھانکا تو بتلایا کہ جس طرح انسانی جلد اعضاء کو ڈھانکتی ہے اسی طرح فطرتی طور پر انسان کی عریانی کو کپڑا ڈھانکتا ہے۔ یہی دین کی مثال ہے۔ جس طرح انسان کے لیے ضروری ہے کہ اس سے ڈھانکنے کے لیے کپڑا ہو اسی طرح انسان کی معاشرت قائم رکھنے کے لیے لباس التقویٰ (مذہب) ضروری ہے۔ انسان حیوان کی طرح خواہش نفسانی رکھتا ہے۔ مگر ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ حیوان اسے پورا کر کے مادہ سے الگ ہو جاتا ہے۔

اور اپنے فعل کے نتیجے کا انتظار نہیں کرتا اور نہ اس پر دعویٰ کرتا ہے اور نہ اس پر حق جماتا ہے مگر انسان کی محبت اس کی مقتضی ہے کہ میاں بیوی دونوں ایک جان اور ایک جسم ہو کر رہیں۔ اس سے وہ ایک معاملہ کرتا ہے اور اکٹھے رہتے ہیں۔ یعنی اس معاہدہ کا نام نکاح ہے۔

اس معاہدہ کو دونوں اخیر تک نباہ سکتے ہیں تو دو شریف انسان ہیں اور اگر نہیں نباہ سکتے تو انسانیت سے گر گئے جیسے بدن پر کپڑا نہیں ہے اور انسان ننگا ہے اور اس معاہدہ کو پورا کرنے کی اپنے اندر طاقت رکھتا ہے اس کا نام ہے لباس التقویٰ دین کی تعلیم کا ۹/۱۰ حصہ فقط لباس التقویٰ ہے کہ اس کی شرافت کو بٹہ نہ لگے اب جب لوگوں کو دین اس طرح سمجھایا جائے تو عقلمند آدمی دین کو اپنی چیز سمجھتا ہے اور اجنبی نہیں سمجھتا۔